ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8.No.4, 2025

قبل از اسلام مکہ کی معاشی تنظیمِ نو اور رفاہی ڈھانچے کی تشکیل میں حضرت ہاشم بن عبد منافؒ کا کردار

Economic Reorganization and Development of Welfare Institutions in Pre-Islamic Mecca: The Leadership Role of Hashim ibn ʿAbd Manāf

Saira Batool
PhD Scholar (Islamic Studies), NCBA&E, Lahore - Sub campus, Multan
sairaqmz8@gmail.com

Prof. Dr. Muhammad Hussain Azad
HOD, Department of Islamic Studies NCBA&E Lahore, Sub Campus Multan
drhussain.mul@ncbae.edu.pk

Abstract
This article examines the socio-economic and welfare-based leadership of Hashim ibn Abd Manaf (RA) and his transformative role in pre-Islamic Meccan society. It argues that his leadership extended beyond tribal authority to institutionalized welfare structures, including the formal organization of Rifādah and Siqāyah, regulation of pilgrimage services, and the establishment of international trade agreements that strengthened Quraysh's economic stability. Through diplomatic engagement with regional powers and structured commercial networks, he laid the foundation for Mecca's emergence as a religious and commercial center. The study further highlights his contribution to social cohesion, collective economic investment, and moral reform through initiatives such as trade organization and participation in the Hilf al-Fudūl. These reforms demonstrate that Hashim's leadership represented a model of ethical governance, economic consolidation, and welfare-oriented administration. His institutional contributions created a stable socio-economic environment that later facilitated the rise of the Prophetic mission within the Banū Hāshim framework..

Keywords: Hashim ibn Abd Manaf, Pre-Islamic Mecca, Welfare Institutions, Economic Reforms, Leadership in Quraysh.

تمہید:

سیدنا ہاشم بن عبد مناف قریش کی تاریخ میں ایک نہایت ممتاز اور باوقار شخصیت کے طور پر نمایاں ہوتے ہیں۔ آپ کا شمار ان افراد میں کیا جاتا ہے جنہوں نے نہ صرف مکہ مکرمہ میں قریش کے سماجی اور معاشی نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا بلکہ عرب معاشرت میں خدمتِ خلق اور مہمان نوازی کے ایسے عملی نمونے پیش کیے جن کے اثرات بعد میں اسلامی تہذیب میں بھی واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔

سیدنا ہاشم بن عبد مناف رحمہ اللہ کا اصل نام عمرو تھا، جبکہ "ہاشم" ان کا لقب تھا۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ انہیں ہاشم اس وجہ سے کہا گیا کہ وہ حج کے موقع پر حاجیوں کے لیے روٹی کو شوربے میں توڑ کر پیش کرتے تھے، یعنی "ہشم الثرید"، چنانچہ وہ ہاشم کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ ابن ہشام لکھتے ہیں:((وإنما سمي هاشمًا لهشمه الثريد لقومه بمكة))(1)

نسب کے اعتبار سے سیدنا ہاشم بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي بن غالب بن فهر بن مالک بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن إلياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس طرح ان کا سلسلۂ نسب حضرت اسماعیل علیہ السلام تک پہنچتا ہے، جو عدنانی عرب کی اصل بنیاد ہیں۔ ابن حزم اس نسبی تسلسل کو یوں بیان کرتے ہیں:

((فولد عبد مناف :هاشم وعبد شمس والمطلب ونوفل))(2)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہاشم نہ صرف عبد مناف کے صاحبزادے تھے بلکہ قریش کی چار بڑی شاخوں میں سے ایک یعنیبنو ہاشم کے جدِّ امجد بھی ہیں۔

سیدنا ہاشم کا نسبی مقام اس لیے بھی ممتاز ہے کہ ان کے ذریعے بنو ہاشم کی وہ شاخ قائم ہوئی جس میں بعد ازاں رسولِ اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی۔ احادیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنے نسب کے انتخاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

((إن الله اصطفى من ولد إسماعيل كنانة، واصطفى من كنانة قريشًا، واصطفى من قريش بني هاشم، واصطفاني من بني هاشم))(3)

اس حدیث کی روشنی میں سیدنا ہاشم کا نسبی مقام محض تاریخی نہیں بلکہ ایک الٰہی انتخاب کے سلسلے کا حصہ بھی ہے۔

سیدنا ہاشم کی والدہ کا نام عاتکہ بنت مرہ تھا، جو قریش کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ اس طرح نسبی شرافت دونوں جانب سے ان کی شخصیت میں جمع تھی۔ ابن سعد لکھتے ہیں:

((وكان هاشم سيد بني عبد مناف، وأشرفهم قدرًا))(4)

یہ بیان اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ اپنے زمانے میں نہ صرف نسبی اعتبار سے بلکہ سماجی مقام کے لحاظ سے بھی ممتاز تھے۔

نسب کے اعتبار سے سیدنا ہاشم کا تعلق قریش کے اس معزز طبقے سے تھا جسے خانہ کعبہ کی تولیت اور حجاج کرام کی خدمت کے فرائض حاصل تھے۔ قریش کی قیادت دراصل مختلف خاندانوں میں تقسیم تھی، مگر عبد مناف اور ان کی اولاد کو جو سماجی مرتبہ حاصل ہوا وہ عرب میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ سیدنا ہاشم نے اپنے خاندان کے وقار اور منصب کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اسے رفاہی خدمات کے ذریعے مزید وسعت دی۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخی روایات میں انہیں "صاحبِ رفادہ" اور حاجیوں کی خدمت کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔(5)

سیدنا ہاشم کی شخصیت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس دور کے قبائلی نظام کو مدنظر رکھا جائے۔ عرب معاشرہ بنیادی طور پر قبیلے کے گرد منظم تھا، جہاں عزت، قیادت اور سماجی مقام کا انحصار نسب اور قبائلی اثر ورسوخ پر ہوتا تھا۔ قریش چونکہ بیت اللہ کے مجاور تھے، اس لیے انہیں پورے عرب میں مذہبی تقدس حاصل تھا۔ ایسے ماحول میں سیدنا ہاشم نے اپنی فطری قیادت، اعلیٰ اخلاق اور سماجی خدمت کے ذریعے قریش کے وقار میں اضافہ کیا اور مکہ کو نہ صرف مذہبی مرکز بلکہ تجارتی و معاشی سرگرمیوں کا اہم محور بھی بنایا۔(6)

یہ امر بھی تاریخی طور پر ثابت ہے کہ سیدنا ہاشم نے قریش کی معاشی ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا۔ عرب کے قبائلی معاشرے میں تجارت ایک اہم ذریعۂ معاش تھی، مگر قریش کو جو امتیاز حاصل ہوا وہ سیدنا ہاشم کی حکمت عملی اور شام و یمن کی تجارتی راہوں کو منظم کرنے کے نتیجے میں سامنے آیا۔ یہی وہ پس منظر ہے جس کی طرف قرآن مجید نے بھی قریش کے "ایلاف" یعنی تجارتی سفروں کے حوالے سے اشارہ کیا ہے، جو دراصل بنی ہاشم کی قیادت میں پروان چڑھا۔(7)

الغرض سیدنا ہاشم کا تعارف محض ایک قبائلی سردار کے طور پر نہیں بلکہ ایک ایسے مصلح اور سماجی راہنما کے طور پر سامنے آتا ہے جس نے عرب معاشرت میں خدمتِ حجاج، مہمان نوازی، رفاہی نظام اور معاشی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ ان کی شخصیت بعد میں رسول اللہ ﷺ کے ظہور کے لیے ایک تاریخی اور تہذیبی تمہید بھی فراہم کرتی ہے، کیونکہ بنی ہاشم کی یہی رفاہی اور اخلاقی روایات اسلامی معاشرت میں اعلیٰ اقدار کی صورت میں جلوہ گر ہوئیں۔(8)

سیدنا ہاشم کی خصوصیات وسماجی اختصاصات

1۔زائرین بیت اللہ کی خدمت

سیدنا ہاشم بن عبد مناف کی شخصیت کے تعارف میں ایک نہایت اہم اور معنی خیز پہلو ان کے لقب "ہاشم" کا پس منظر ہے۔ عرب معاشرت میں القاب محض شناخت کے لیے نہیں بلکہ کسی نمایاں وصف، کردار یا تاریخی واقعے کی بنیاد پر اختیار کیے جاتے تھے۔ اسی قبائلی روایت کے مطابق سیدنا ہاشم کا لقب بھی ان کی سماجی خدمات، مہمان نوازی اور حاجیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے سبب مشہور ہوا۔ مؤرخین نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ سیدنا ہاشم کا اصل نام "عمرو" تھا، تاہم ان کی عظیم رفاہی خدمات نے انہیں "ہاشم" کے نام سے ایسا دوام بخشا کہ تاریخ میں وہ اسی لقب کے ساتھ معروف ہوگئے۔(9)

لفظ "ہاشم" عربی زبان میں "ہشم" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں "توڑنا" یا "چورا کرنا"۔ تاریخی روایات کے مطابق سیدنا ہاشم حاجیوں کی خدمت کے دوران روٹی کو توڑ توڑ کر شوربے میں ملا کر زائرینِ بیت اللہ کو کھلایا کرتے تھے۔ یہی عمل ان کی سخاوت اور خدمتِ خلق کی علامت بن گیا اور اسی نسبت سے انہیں "ہاشم" کہا جانے لگا۔ ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ سیدنا ہاشم قریش کے پہلے شخص تھے جنہوں نے حاجیوں کے لیے باقاعدہ کھانے کا انتظام کیا اور روٹی توڑ کر ان کے درمیان تقسیم کرنے کو اپنی زندگی کا شعار بنایا۔(10)

لقب "ہاشم" کے پس منظر میں ایک تہذیبی اور معاشرتی مفہوم بھی پوشیدہ ہے۔ حاجیوں کی خدمت اور رفادہ کا نظام محض کھانے کھلانے تک محدود نہ تھا بلکہ اس کے ذریعے قریش نے پورے عرب میں اپنی مذہبی قیادت کو تسلیم کروایا۔ سیدنا ہاشم کی سخاوت اور مہمان نوازی نے مکہ مکرمہ کو ایک ایسا مرکز بنا دیا جہاں دور دراز سے آنے والے زائرین خود کو محفوظ اور محترم محسوس کرتے تھے۔ بلاذری کے مطابق سیدنا ہاشم کی رفاہی خدمات نے بنی ہاشم کو عرب کے اندر ایک ممتاز مقام عطا کیا اور ان کی شخصیت قریش کی اجتماعی قیادت کا استعارہ بن گئی۔(11)

الغرض لقب "ہاشم" کی وجہ سیدنا ہاشم بن عبد مناف کی سماجی خدمات اور مہمان نوازی کے اس عظیم کردار سے جڑی ہوئی ہے جس نے عرب معاشرت میں رفاہی اقدار کو فروغ دیا۔ یہ لقب دراصل اس حقیقت کی علامت ہے کہ سیدنا ہاشم نے قریش کے اندر خدمتِ خلق کو ایک منظم ادارہ بنایا اور حاجیوں کی خدمت کے ذریعے مکہ کی مذہبی و سماجی مرکزیت کو مضبوط کیا۔ اسی وجہ سے تاریخ میں ان کا ذکر ہمیشہ ایک سخی، مصلح اور عظیم راہنما کے طور پر کیا جاتا ہے۔

وہ حج کے موسم میں حاجیوں کے لیے روٹی کو شوربے میں توڑ کر کھانا تیار کرواتے اور خود اس کی نگرانی کرتے تھے۔ ابن ہشام اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں:((وإنما سمي هاشمًا لهشمه الثريد لقومه بمكة، وكان يطعم الحاج في الموسم))(12)

یہ روایت واضح کرتی ہے کہ " ہاشم "کا لقب ان کی مہمان نوازی اور رفادہ کے نظام سے وابستہ ہے، جو قریش کی سماجی خدمت کا بنیادی ستون تھا۔ ابن سعد نے بھی ان کے اس لقب کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا:

((كان هاشم يهشم الخبز باللحم للحاج، فغلب عليه هذا الاسم))(13)

یہ عبارت اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ ان کا لقب ان کی سخاوت اور حاجیوں کے لیے خصوصی انتظامات کی بنا پر مشہور ہوا۔ عرب معاشرے میں مہمان نوازی اور زائرین کی خدمت کو نہایت اعلیٰ شرف سمجھا جاتا تھا، اس لیے یہ لقب محض ایک عرفی نام نہیں بلکہ سماجی وقار اور خدمت کا اعتراف تھا۔ البلاذری نے بھی ان کی رفادہ کے انتظام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

((وكان هاشم يحمل الرفادة، فيطعم الناس في الموسم))(14)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاشم نہ صرف مالی معاونت فراہم کرتے تھے بلکہ عملی طور پر خوراک کی تیاری اور تقسیم میں بھی شریک ہوتے تھے۔ یہی کردار بعد میں بنو ہاشم کی پہچان اور فخر کا باعث بنا۔

قرآنِ مجید نے اگرچہ سیدنا ہاشم کا نام صراحتاً ذکر نہیں کیا، تاہم سورۃ قریش میں جو نعمتِ رزق اور امن کا ذکر ہے﴿الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ ﴾(15)

مفسرین کے نزدیک اس کے تاریخی پس منظر میں وہ معاشی و سماجی خدمات شامل ہیں جن کی بنیاد سیدنا ہاشم نے رکھی۔(16)

اس طرح ان کا لقب اور ان کی عملی خدمت قرآنی بیان کے تاریخی تناظر سے مربوط ہو جاتے ہیں۔

نتیجتاً لقب"ہاشم"محض ایک شخصی شناخت نہیں بلکہ ایک سماجی خدمت اور مہمان نوازی کی علامت ہے۔ یہ لقب سیدنا ہاشم کی سخاوت، رفادہ کے نظام میں ان کے کردار، اور حاجیوں کی خدمت کے اعتراف کے طور پر مشہور ہوا۔ عرب معاشرے میں جہاں حسب و نسب کے ساتھ عملی اوصاف کو بھی اہمیت حاصل تھی، وہاں" ہاشم "کا لقب ان کی شخصیت کے سماجی وقار اور اخلاقی عظمت کی عکاسی کرتا ہے۔

2۔ بیرونی ممالک سے تجارتی معاہدے

سیدنا ہاشم بن عبد مناف رحمہ اللہ قریش کی معاشی تاریخ میں ایک نمایاں اور انقلابی شخصیت کے طور پر سامنے آتے ہیں، جنہوں نے مکہ کی تجارت کو مقامی سطح سے نکال کر بین الاقوامی سطح تک وسعت دی۔ اگر قصی بن کلاب نے قریش کی سیاسی و سماجی شیرازہ بندی کی بنیاد رکھی تو ہاشم نے اس منظم ڈھانچے کو معاشی استحکام اور بیرونی روابط سے مضبوط کیا۔ قرآنِ مجید میں قریش کے تجارتی نظام کی طرف اشارہ یوں ملتا ہے:﴿ لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ . إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ﴾(17)

مفسرین کی اکثریت کے نزدیک اس" اِیلاف "کا تاریخی پس منظر سیدنا ہاشم اور ان کے بھائیوں کے وہ معاہدات ہیں جو انہوں نے شام، یمن، حبشہ اور عراق کے حکمرانوں سے کیے۔

ابن ہشام نے سیدنا ہاشم کے تجارتی کردار کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

((وكان هاشم أول من سنّ لقريش رحلتي الشتاء والصيف، وأخذ لهم الأمان من ملوك الشام))(18)

یہ روایت واضح کرتی ہے کہ ہاشم نے نہ صرف تجارتی قافلوں کی باقاعدہ تنظیم کی بلکہ بیرونی حکمرانوں سے امان (security guarantees) بھی حاصل کیں، جو اس دور میں بین الاقوامی تجارتی معاہدات کی حیثیت رکھتی تھیں۔

البلاذری اس معاملے کی مزید تفصیل بیان کرتے ہیں:

((خرج هاشم إلى قيصر، فأخذ منه كتابًا بالأمان لقريش، فكانوا يدخلون الشام آمنين))(19)

یہ اقتباس اس بات کا ثبوت ہے کہ سیدنا ہاشم نے بازنطینی رومی سلطنت کے حکمران قیصر سے براہِ راست تجارتی تحفظ کا معاہدہ کیا، جس کے ذریعے قریش کے قافلے شام میں بلا خوف و خطر تجارت کر سکتے تھے۔ اسی طرح ان کے بھائی عبد شمس نے حبشہ، مطلب نے یمن، اور نوفل نے عراق کے حکمرانوں سے معاہدات کیے، جیسا کہ طبری نے نقل کیا ہے:

((فأما عبد شمس فأخذ العهد من النجاشي، وأما المطلب فمن ملوك اليمن، وأما نوفل فمن كسرى))(20)

یہ معاہدات دراصل ایک مربوط تجارتی سفارت کاری کا نمونہ تھے۔ قریش چونکہ زرعی وسائل سے محروم تھے، اس لیے انہیں تجارت کے ذریعے معاشی بقا کو یقینی بنانا تھا۔ قرآنِ مجید نے اسی نعمت کو یاد دلاتے ہوئے فرمایا:﴿ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ ﴾(21)

یہاں ''أطعمهم من جوع'' معاشی کفالت اور ''آمنهم من خوف'' تجارتی تحفظ کی طرف اشارہ ہے، جو انہی بیرونی معاہدات کا نتیجہ تھا۔

3۔تجارتی قافلوں کی تنظیم اور سرمایہ کاری

سیدنا ہاشم کی معاشی بصیرت کا ایک اور پہلو تجارتی قافلوں کی تنظیم اور سرمایہ کاری کا اجتماعی نظام تھا۔ ابن سعد لکھتے ہیں:

((وكان هاشم إذا خرجت قريش بتجارتها جمع أموالهم، فكان يتجر بها لهم))(22)

یہ عمل ایک قسم کی مشترکہ سرمایہ کاری تھا، جس میں ہاشم قریش کے اموال کو مجتمع کر کے بڑے پیمانے پر تجارت کرتے تھے۔ اس سے نہ صرف منافع میں اضافہ ہوا بلکہ معاشی تفاوت بھی کم ہوا۔

ابن خلدون کے نظریۂ عمرانیات کے مطابق تجارت شہری تمدن کی بنیاد ہوتی ہے:

((التجارة من وجوه المعاش الطبيعية للمدن، وبها يكثر العمران))(23)

مکہ میں یہی صورت حال پیدا ہوئی، جہاں سیدنا ہاشم کے معاہدات اور تجارتی تنظیم نے شہری "عمران" کو مضبوط کیا اور قریش کو عرب کے معاشی نقشے پر ممتاز مقام عطا کیا۔

ان بیرونی معاہدات کا سماجی اثر بھی نمایاں تھا۔ جب قریش کو بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ تحفظ حاصل ہوا تو ان کا وقار دیگر عرب قبائل میں بڑھ گیا۔ مکہ ایک مذہبی مرکز کے ساتھ ساتھ تجارتی مرکز بھی بن گیا، اور یہی معاشی استحکام بعد ازاں نبوی ﷺ بعثت کے لیے ایک موزوں سماجی و اقتصادی فضا فراہم کرنے کا سبب بنا۔

نتیجتاً سیدنا ہاشم کے بیرونی ممالک سے تجارتی معاہدات محض معاشی سرگرمیاں نہ تھے بلکہ ایک منظم سفارتی اور اقتصادی حکمتِ عملی تھے، جنہوں نے قریش کی معیشت کو استحکام، وسعت اور بین الاقوامی وقار عطا کیا۔ ان اقدامات نے مکہ کو بنجر وادی سے ایک فعال تجارتی مرکز میں تبدیل کیا اور عرب معاشرے میں قریش کی قیادت کو مضبوط بنیاد فراہم کی۔

4۔مکہ میں قیادت کا کردار

سیدنا ہاشم بن عبد مناف کی شخصیت کا ایک نہایت نمایاں اور فیصلہ کن پہلو مکہ مکرمہ میں ان کا قائدانہ کردار ہے۔ عرب کے قبل از اسلام معاشرے میں قیادت محض نسبی شرافت یا قبائلی قوت کا نام نہیں تھی بلکہ اس کا اصل معیار اجتماعی خدمت، تدبر، حکمت اور سماجی اثر و رسوخ تھا۔ سیدنا ہاشم ان تمام اوصاف کے جامع تھے، اسی وجہ سے قریش کے اندر ان کا مقام محض ایک سردار کا نہیں بلکہ ایک ایسے راہنما کا تھا جس نے مکہ کی مذہبی مرکزیت کو معاشی اور سماجی استحکام کے ساتھ جوڑ دیا۔ تاریخ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سیدنا ہاشم نے قریش کی قیادت کو ایک نئے رخ پر استوار کیا اور اسے محض قبائلی برتری کے بجائے رفاہی خدمت اور اجتماعی ذمہ داری کے اصولوں سے ہم آہنگ کیا۔(24)

مکہ مکرمہ اس زمانے میں پورے عرب کا مذہبی مرکز تھا، جہاں بیت اللہ کی موجودگی نے اسے تقدس اور احترام عطا کیا تھا۔ قریش چونکہ خانہ کعبہ کے متولی تھے، اس لیے انہیں عرب میں ایک منفرد مقام حاصل تھا۔ تاہم اس مذہبی مرکزیت کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ

حاجیوں کی خدمت، امن و امان، اور تجارتی سرگرمیوں کو منظم کیا جائے۔ سیدنا ہاشم نے اپنی قیادت کے ذریعے ان تمام پہلوؤں کو مضبوط بنیاد فراہم کی۔ انہوں نے رفادہ اور سقایہ جیسے نظام کو وسعت دی، جس کے نتیجے میں حاجیوں کی خدمت ایک مستقل ادارے کی شکل اختیار کر گئی۔ ابن سعد کے مطابق سیدنا ہاشم قریش کے پہلے فرد تھے جنہوں نے حاجیوں کی اجتماعی کفالت کا انتظام کیا اور قریش کو اس ذمہ داری میں شریک کیا۔(25)

سیدنا ہاشم کی قیادت کا دوسرا اہم پہلو مکہ کی معاشی ترقی میں ان کا کردار ہے۔ عرب معاشرہ بنیادی طور پر تجارت پر قائم تھا، مگر قریش کو جو معاشی قوت حاصل ہوئی وہ سیدنا ہاشم کی حکمت عملی کا نتیجہ تھی۔ انہوں نے شام اور یمن کی تجارتی راہوں کو منظم کیا اور قریش کے تجارتی سفروں کو ایک باقاعدہ نظام کے تحت استوار کیا۔ یہی وہ پس منظر ہے جسے قرآن مجید نے قریش کے "ایلاف" کے عنوان سے ذکر کیا، جس میں سردیوں اور گرمیوں کے تجارتی سفر کی طرف اشارہ ملتا ہے۔(26) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ہاشم کی قیادت نے مکہ کو محض مذہبی مرکز نہیں بلکہ ایک مضبوط معاشی مرکز بھی بنا دیا۔

سیاسی اعتبار سے بھی سیدنا ہاشم کی قیادت نہایت بصیرت افروز تھی۔ عرب میں قبائلی تنازعات عام تھے اور ہر قبیلہ اپنی خودمختاری اور طاقت کے لیے کوشاں رہتا تھا۔ ایسے ماحول میں قریش کو ایک متحد اور مضبوط قیادت کی ضرورت تھی تاکہ وہ نہ صرف بیت اللہ کی تولیت کے فرائض انجام دے سکیں بلکہ دوسرے قبائل کے ساتھ اپنے تعلقات بھی بہتر بنا سکیں۔ طبری کے مطابق سیدنا ہاشم نے قریش کے اندر اتحاد اور نظم و ضبط کو فروغ دیا اور مکہ میں قیادت کے استحکام کے لیے حکمت عملی اختیار کی۔(27)

5۔ خدمتِ خلق بطور قبائلی روایت

سیدنا ہاشم کی قیادت کا ایک اور پہلو یہ تھا کہ انہوں نے سماجی خدمت کو قریش کی اجتماعی شناخت کا حصہ بنا دیا۔ عرب معاشرت میں سردار کا وقار اس کی سخاوت اور مہمان نوازی سے وابستہ سمجھا جاتا تھا، مگر سیدنا ہاشم نے اس روایت کو ایک منظم رفاہی نظام میں تبدیل کر دیا۔ ان کی خدمات کے نتیجے میں بنی ہاشم کو عرب میں ایک ممتاز مقام حاصل ہوا اور قریش کی عزت و وقار میں اضافہ ہوا۔ بلاذری نے لکھا ہے کہ سیدنا ہاشم کی رفاہی قیادت نے بنی ہاشم کو قریش میں سب سے نمایاں مقام عطا کیا اور ان کی شخصیت قریش کی اجتماعی عظمت کا استعارہ بن گئی۔(28)

یہ بھی حقیقت ہے کہ سیدنا ہاشم کی قیادت نے بعد میں اسلامی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ بنی ہاشم کی رفاہی روایات اور اخلاقی اقدار وہ پس منظر فراہم کرتی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی۔ اسی لیے مؤرخین اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سیدنا ہاشم کی خدمات محض اپنے عہد تک محدود نہیں رہیں بلکہ انہوں نے عرب معاشرت میں اخلاقی اور سماجی اقدار کی ایسی بنیاد رکھی جو اسلام کے ظہور کے بعد ایک مکمل تہذیبی نظام کی صورت میں سامنے آئیں۔(29)

الغرض مکہ مکرمہ میں سیدنا ہاشم بن عبد مناف کا قائدانہ کردار ایک جامع اور ہمہ گیر حقیقت ہے۔ انہوں نے قریش کی قیادت کو رفاہی خدمت، معاشی تنظیم، سیاسی بصیرت اور سماجی استحکام کے اصولوں پر قائم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں ان کا ذکر ایک ایسے عظیم راہنما کے طور پر محفوظ ہے جس نے عرب معاشرت میں خدمتِ خلق اور قیادت کے اعلیٰ نمونے پیش کیے اور مکہ کی مذہبی و سماجی مرکزیت کو مضبوط بنیاد فراہم کی۔

مکہ مکرمہ میں قیادت کا کردار محض قبائلی سرداری تک محدود نہ تھا بلکہ یہ مذہبی مرکزیت، معاشی تنظیم، سماجی نظم اور بین القبائلی تعلقات کے توازن پر مبنی ایک ہمہ جہت ذمہ داری تھی۔ چونکہ مکہ بیت اللہ کی موجودگی کے باعث عرب کا روحانی

مرکز تھا، اس لیے یہاں کی قیادت کو مذہبی تقدس، قبائلی عصبیت اور اقتصادی مفادات کے درمیان توازن قائم رکھنا پڑتا تھا۔ قرآنِ مجید نے مکہ کی مرکزیت کو یوں بیان کیا:﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا ﴾(30)

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ مکہ کی قیادت کا بنیادی مقصد امن اور اجتماعیت کو برقرار رکھنا تھا۔

ابتدائی دور میں مکہ کی قیادت مختلف قبائل کے ہاتھوں میں رہی، تاہم قصی بن کلاب کے زمانے میں اس قیادت کو منظم شکل ملی۔ ابن ہشام بیان کرتے ہیں:

((فكان قصي أول من أصاب ملكًا أطاع له به قومه، فكانت إليه الحجابة والسقاية والرفادة واللواء))(31)

یہ عبارت اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ قیادت کے اہم شعبے جیسے کعبہ کی تولیت،پانی کی فراہمی،مہمان نوازی،جنگی قیادت وغیرہایک منظم نظام کے تحت قائم کیے گئے۔ اس تقسیم کار نے مکہ میں اجتماعی نظم کو مضبوط کیا۔

مکہ کی قیادت کا دوسرا اہم پہلو معاشی استحکام تھا۔ چونکہ مکہ زرعی وسائل سے محروم تھا، اس لیے تجارت ہی بقا کا ذریعہ تھی۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:﴿ لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ . إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ﴾ (32)

طبری اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:((كانوا يعاهدون الملوك فيأمنون في أسفارهم)) (33)

یہ معاہدات قیادت کی بصیرت کا نتیجہ تھے، جنہوں نے مکہ کو تجارتی مرکز میں تبدیل کیا۔ یوں قیادت نے مذہبی تقدس کو معاشی حکمتِ عملی کے ساتھ مربوط کیا۔

سماجی اعتبار سے قیادت کا کردار تنازعات کے حل اور قبائلی ہم آہنگی کو برقرار رکھنا تھا۔ دارالندوہ کا قیام اسی مقصد کے لیے کیا گیا، جہاں اجتماعی فیصلے کیے جاتے تھے۔ البلاذری لکھتے ہیں:

((وكانت قريش لا تقضي أمرًا إلا في دار الندوة))(34)

یہ ادارہ مکہ میں ابتدائی شورائی نظام کی مثال تھا، جس نے قیادت کو شخصی آمریت کے بجائے اجتماعی مشاورت سے جوڑا۔

قیادت کا ایک اہم پہلو امنِ حرم کا تحفظ بھی تھا۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:﴿أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا ﴾(35)

مکہ کی قیادت کی ذمہ داری تھی کہ اس امن کو برقرار رکھے تاکہ زائرین اور تاجر بلا خوف و خطر یہاں آئیں۔ اسی امن کی بدولت مکہ عرب کا سب سے معتبر مذہبی و تجارتی مرکز بن سکا۔ابن خلدون قیادت کے کردار کو عصبیت اور نظم کے تناظر میں بیان کرتے ہیں:((الملك لا يحصل إلا بالعصبية، فإذا اجتمعت العصبية مع الرأي والتدبير قوي السلطان))(36)

مکہ میں قیادت کی کامیابی اسی وقت ممکن ہوئی جب قبائلی عصبیت کو اجتماعی نظم اور تدبیر کے ساتھ جوڑا گیا۔ قصی، ہاشم اور عبدالمطلب کی قیادت میں یہی امتزاج نمایاں نظر آتا ہے۔

نتیجتاً مکہ میں قیادت کا کردار مذہبی خدمت، معاشی تنظیم، سماجی توازن اور سیاسی تدبیر کا مجموعہ تھا۔ اس قیادت نے مکہ کو منتشر قبائلی وادی سے ایک منظم شہری مرکز میں تبدیل کیا۔ یہی مضبوط قیادتی ڈھانچہ بعد ازاں رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت کے لیے ایک مستحکم سماجی و تاریخی پس منظر فراہم کرنے کا سبب بنا، جہاں مذہبی مرکزیت اور اجتماعی نظم پہلے سے موجود تھے۔

6۔رفادہ وسقایہ کا نظام

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8.No.4, 2025

سیدنا ہاشم بن عبد مناف کی سماجی خدمات کا سب سے نمایاں اور تاریخ ساز پہلو "رفادہ و سقایہ" کے نظام کی بنیاد اور اس کی تنظیم ہے۔ عرب کے قبل از اسلام معاشرے میں اگرچہ مہمان نوازی ایک عمومی قبائلی صفت سمجھی جاتی تھی، لیکن حجاج کرام کی اجتماعی خدمت کو باقاعدہ ادارہ جاتی شکل دینا سیدنا ہاشم کا ایسا منفرد کارنامہ ہے جس نے نہ صرف قریش کی سماجی قیادت کو مضبوط کیا بلکہ مکہ مکرمہ کی مذہبی مرکزیت کو بھی دوام بخشا۔ رفادہ سے مراد حاجیوں کے لیے کھانے کا انتظام اور سقایہ سے مراد پانی پلانے کی خدمت ہے۔ یہ دونوں ذمہ داریاں بیت اللہ کے متولی قریش کے لیے عزت و شرف کا باعث تھیں، مگر سیدنا ہاشم نے انہیں محض روایتی فریضہ نہیں رہنے دیا بلکہ ایک منظم سماجی نظام میں تبدیل کر دیا۔(37)

تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حج کے ایام میں عرب کے مختلف قبائل دور دراز علاقوں سے مکہ آتے تھے۔ سفر کی صعوبت، صحرائی حالات اور وسائل کی کمی کے باعث حاجیوں کو خوراک اور پانی کی شدید ضرورت پیش آتی تھی۔ ایسے میں سیدنا ہاشم نے اپنی سماجی بصیرت اور انسان دوستی کے تحت حاجیوں کی خدمت کو ایک مستقل اور اجتماعی ذمہ داری بنایا۔ ابن سعد کے مطابق سیدنا ہاشم وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قریش کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ حاجیوں کے لیے چندہ جمع کریں اور ان کے لیے کھانے کا بندوبست کریں تاکہ بیت اللہ کے زائرین کسی تکلیف میں مبتلا نہ ہوں۔(38)

رفادہ و سقایہ کے اس نظام نے مکہ کی سماجی زندگی میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کی۔ عرب معاشرہ بنیادی طور پر قبائلی تفاخر اور انفرادی سخاوت پر قائم تھا، لیکن سیدنا ہاشم نے خدمتِ حجاج کو اجتماعی رفاہی ادارے کی شکل دے کر قریش میں سماجی ذمہ داری کے تصور کو فروغ دیا۔ اس سے قریش کو پورے عرب میں نہایت احترام حاصل ہوا کیونکہ حاجیوں کی خدمت دراصل بیت اللہ کے تقدس کی خدمت سمجھی جاتی تھی۔ طبری نے قریش کے سماجی ڈھانچے پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سیدنا ہاشم کی رفاہی خدمات نے قریش کو عرب کے اندر ایک ممتاز مقام عطا کیا اور مکہ کو مذہبی مرکز کے ساتھ ساتھ سماجی خدمت کا محور بھی بنا دیا۔(39)

7۔حج کے انتظامات میں بہتری

سیدنا ہاشم بن عبد مناف کی سماجی خدمات کا ایک نہایت اہم پہلو یہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف رفادہ و سقایہ کے نظام کی بنیاد رکھی بلکہ حج کے انتظامات میں بھی نمایاں اصلاحات اور بہتری پیدا کی۔ عرب کے قبل از اسلام معاشرے میں حج ایک قدیم مذہبی روایت تھی جس میں مختلف قبائل بیت اللہ کے گرد جمع ہوتے تھے، تاہم اس اجتماع میں نظم و ضبط، سہولتوں کی فراہمی اور حاجیوں کی دیکھ بھال کے لیے کوئی مربوط نظام موجود نہ تھا۔ ایسے حالات میں سیدنا ہاشم نے اپنی قائدانہ بصیرت اور سماجی ذمہ داری کے احساس کے تحت حج کے انتظامات کو منظم کیا، جس کے نتیجے میں مکہ مکرمہ نہ صرف عبادت کا مرکز رہا بلکہ حاجیوں کے لیے سہولت اور احترام کی علامت بھی بن گیا۔(40)

تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حج کے ایام میں عرب کے مختلف علاقوں سے آنے والے زائرین مکہ میں قیام کرتے، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے میدانوں میں جمع ہوتے اور مختلف قبائلی رسومات ادا کرتے تھے۔ اس بڑے اجتماع میں خوراک، پانی، رہائش اور امن و امان کے مسائل پیدا ہونا ایک فطری امر تھا۔ سیدنا ہاشم نے ان ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے حاجیوں کی خدمت کے لیے باقاعدہ انتظامات کیے اور قریش کو اجتماعی طور پر اس خدمت میں شریک کیا۔ ابن سعد کے مطابق سیدنا ہاشم نے حاجیوں کے لیے کھانے کا انتظام صرف ذاتی سخاوت تک محدود نہیں رکھا بلکہ قریش کے اندر چندہ جمع کرنے اور اجتماعی تعاون کا نظام قائم کیا تاکہ ہر سال حاجیوں کو بہتر سہولت فراہم کی جاسکے۔(41)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

حج کے انتظامات میں بہتری کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ سیدنا ہاشم نے حاجیوں کی خدمت کو مکہ کی اجتماعی ذمہ داری قرار دیا۔ عرب معاشرت میں قبائلی تفاخر اور انفرادی حیثیت کو بڑی اہمیت حاصل تھی، مگر سیدنا ہاشم نے قریش کو اس بات پر آمادہ کیا کہ بیت اللہ کے زائرین کی خدمت ایک مقدس فریضہ ہے اور اس میں کوتاہی قریش کے مذہبی مقام کو کمزور کر سکتی ہے۔ اس اصلاحی فکر کے نتیجے میں حج کے ایام میں حاجیوں کو زیادہ تحفظ اور سہولت حاصل ہوئی، جس نے مکہ کی مرکزیت کو پورے عرب میں مزید مستحکم کیا۔(42)

سیدنا ہاشم کی اصلاحات کا دوسرا نمایاں پہلو حاجیوں کے لیے نظم وضبط کا قیام تھا۔ چونکہ حج کے موقع پر مختلف قبائل اکٹھے ہوتے تھے اور قبائلی رقابت کے باعث جھگڑے اور فساد کا خطرہ رہتا تھا، اس لیے قریش کی ذمہ داری تھی کہ وہ امن وامان کو یقینی بنائیں۔ سیدنا ہاشم نے اپنی سیاسی بصیرت کے ذریعے حاجیوں کے اجتماع کو منظم رکھنے میں کردار ادا کیا اور قریش کے وقار کو امن کے ضامن کے طور پر پیش کیا۔ بلاذری کے مطابق بنی ہاشم کی قیادت میں حج کے انتظامات نے قریش کو عرب میں سیاسی اور سماجی برتری عطا کی۔(43)

حج کے انتظامات میں بہتری کا ایک اور پہلو مکہ کی معاشی ترقی سے بھی جڑا ہوا تھا۔ حاجیوں کی آمد سے مکہ میں تجارتی سرگرمیاں بڑھتی تھیں، اور قریش کی معیشت کا بڑا حصہ حج کے موقع پر ہونے والی تجارت سے وابستہ تھا۔ سیدنا ہاشم نے حاجیوں کی سہولتوں کو بہتر بنا کر نہ صرف ایک دینی خدمت انجام دی بلکہ مکہ کی معاشی ترقی میں بھی اضافہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ قریش کے تجارتی سفر اور معاشی استحکام کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے، جو دراصل اسی سماجی و معاشی پس منظر کی عکاسی کرتا ہے۔(44)

ابن کثیر نے سیدنا ہاشم کی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حاجیوں کے لیے سہولتیں فراہم کرنا اور حج کے انتظامات کو بہتر بنانا بنی ہاشم کی ایسی روایت تھی جس نے عرب معاشرت میں اخلاقی اقدار اور انسانی ہمدردی کے اصولوں کو مضبوط کیا، اور یہی اصول بعد میں اسلام کی تعلیمات میں واضح طور پر نمایاں ہوئے۔(45)

الغرض سیدنا ہاشم نے حج کے انتظامات میں جو بہتری پیدا کی وہ صرف ایک انتظامی اقدام نہیں تھا بلکہ عرب معاشرت میں رفاہی شعور، اجتماعی ذمہ داری اور خدمتِ خلق کی ایسی روایت کا آغاز تھا جس نے مکہ مکرمہ کی مذہبی و سماجی مرکزیت کو مزید مستحکم کیا۔ ان اصلاحات کے نتیجے میں حاجیوں کو سہولت، تحفظ اور عزت حاصل ہوئی، اور قریش کو پورے عرب میں ایک ایسی قیادت نصیب ہوئی جو خدمت اور اخلاقی اقدار پر مبنی تھی۔

8۔ حلف الفضول میں اہم کردار

حلف الفضول عرب کی قبل از اسلام تاریخ میں ایک نہایت اہم اور منفرد معاہدہ شمار کیا جاتا ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ جاہلی معاشرے میں بھی بعض باشعور افراد ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز اٹھانے اور کمزوروں کے حقوق کے تحفظ کے لیے اجتماعی کوششوں کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ اس معاہدے کا پس منظر عرب کے اسی سیاسی اور سماجی انتشار سے جڑا ہوا ہے جس میں قبائلی عصبیت، طاقت کا غلبہ اور انصاف کی عدم موجودگی ایک عام حقیقت تھی۔ مکہ مکرمہ اگرچہ بیت اللہ کی وجہ سے مقدس مقام رکھتا تھا، مگر یہاں بھی بعض مواقع پر تجارتی مفادات اور قبائلی برتری کے باعث مظلوموں پر ظلم کے واقعات رونما ہوتے تھے۔ یہی حالات حلف الفضول کے قیام کا بنیادی محرک بنے۔(46)

حلف الفضول کے تاریخی معاہدے میں سیدنا ہاشم بن عبد مناف کا کردار نہایت اہم اور قابلِ توجہ ہے، کیونکہ یہ معاہدہ محض ایک وقتی ردعمل نہیں تھا بلکہ مکہ مکرمہ کے سماجی اور سیاسی نظام میں ایک اخلاقی انقلاب کی حیثیت رکھتا تھا۔ سیدنا ہاشم کی شخصیت عرب معاشرت میں رفاہی خدمات، مہمان نوازی اور حاجیوں کی خدمت کے حوالے سے پہلے ہی ممتاز مقام رکھتی تھی، اور یہی سماجی وقار انہیں سیاسی اصلاح اور انصاف کے

قیام کے میدان میں بھی نمایاں کرتا ہے۔ مؤرخین کے مطابق سیدنا ہاشم ان اکابر میں شامل تھے جنہوں نے مکہ میں ظلم و زیادتی کے خلاف آواز اٹھائی اور مظلوم کی حمایت کو ایک اجتماعی ذمہ داری قرار دیا۔(47)

سیدنا ہاشم کا کردار اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ انہوں نے قریش کی قیادت کو صرف قبائلی برتری اور معاشی طاقت تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے اخلاقی اور سماجی اقدار کے ساتھ جوڑ دیا۔ حلف الفضول کے قیام کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ مکہ میں کسی بھی مظلوم کو انصاف سے محروم نہ رہنے دیا جائے اور ظالم خواہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، اسے روکا جائے۔ سیدنا ہاشم کی شرکت اس بات کی دلیل ہے کہ وہ عرب معاشرے میں عدل و انصاف کے اصولوں کو سمجھتے تھے اور انہیں عملی شکل دینے کے خواہاں تھے۔ ابن سعد کے مطابق قریش کے جن اکابر نے اس معاہدے میں حصہ لیا، ان میں بنی ہاشم کی قیادت کا نمایاں کردار تھا، کیونکہ یہی خاندان خدمتِ خلق اور اخلاقی وقار میں ممتاز تھا۔(48)۔

حلف الفضول میں سیدنا ہاشم کی شرکت دراصل ان کی سیاسی بصیرت کی علامت بھی ہے۔ عرب معاشرت میں قبائلی عصبیت اتنی مضبوط تھی کہ اکثر لوگ اپنے قبیلے کے فرد کے ظلم کو بھی برداشت کر لیتے تھے، مگر سیدنا ہاشم نے اس روایت کے برخلاف انصاف کو فوقیت دی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ مکہ کی مذہبی مرکزیت اور بیت اللہ کی حرمت اسی وقت برقرار رہ سکتی ہے جب یہاں ظلم و ناانصافی کا خاتمہ ہو۔ اسی لیے انہوں نے قریش کے دیگر اکابر کے ساتھ مل کر اس معاہدے کی حمایت کی تاکہ مکہ میں امن اور انصاف کا قیام ممکن ہو سکے۔(49)

الغرض حلف الفضول میں سیدنا ہاشم بن عبد مناف کا کردار عرب معاشرت میں سیاسی بصیرت، اخلاقی قیادت اور اصلاحی شعور کی ایک روشن مثال ہے۔ انہوں نے مکہ میں انصاف کے قیام، مظلوم کی حمایت اور ظالم کے مقابلے کے لیے اجتماعی اقدام کی حمایت کی، جس سے قریش کی قیادت کو اخلاقی بنیادیں فراہم ہوئیں۔ یہی کردار سیدنا ہاشم کو تاریخ میں ایک عظیم مصلح اور سماجی راہنما کے طور پر ممتاز کرتا ہے۔

خلاصہ بحث:

اس تحقیقی مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سیدنا ہاشم بن عبد مناف رضی اللہ عنہ کی قیادت محض قبائلی سرداری تک محدود نہ تھی بلکہ وہ ایک منظم سماجی، معاشی اور رفاہی نظام کے بانی تھے۔ انہوں نے رفادہ و سقایہ کو ادارہ جاتی شکل دے کر حاجیوں کی خدمت کو اجتماعی ذمہ داری بنایا اور مکہ میں رفاہی شعور کو فروغ دیا۔ اسی طرح بیرونی ممالک کے ساتھ تجارتی معاہدات اور بین الاقوامی سطح پر امان کے حصول نے قریش کی معیشت کو استحکام اور وسعت عطا کی، جس سے مکہ ایک فعال تجارتی مرکز بن گیا۔

مزید برآں، تجارتی تنظیم، سرمایہ کاری کے اجتماعی نظام، حج کے انتظامات میں بہتری اور حلف الفضول میں ان کی شرکت اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی قیادت اخلاقی بصیرت اور سماجی انصاف پر مبنی تھی۔ نتیجتاً سیدنا ہاشم کی اصلاحات نے نہ صرف اپنے دور میں مکہ کے سماجی و معاشی ڈھانچے کو مضبوط کیا بلکہ بعد کے ادوار میں بنو ہاشم اور بالخصوص سیرتِ نبوی ﷺ کے لیے ایک مستحکم تاریخی و تہذیبی پس منظر بھی فراہم کیا۔

☆☆☆☆☆

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

حوالے

1۔ عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، (تحقیق: مصطفیٰ السقا و دیگر)، قاہرہ: دار احیاء التراث العربی، ج۱، ص ۱۳۵۔

2۔ ابن حزم، علی بن احمد، جمهرة انساب العرب۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، ص ۱۵

3۔ مسلم، الصحیح، کتاب الفضائل، حدیث:۲۲۷۶۔

4۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت: دار صادر، ج۱، ص ۷۱۔

5۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج1، ص78

6۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص243

7۔ سورۃ قریش:1-2

8۔ احمد بن یحییٰ البلاذری، انساب الاشراف، بیروت: دار الفکر، ج1، ص112

9۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص141۔

10۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج1، ص80

11۔ بلاذری، انساب الاشراف، ج1، ص115

12۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج۱، ص ۱۳۵

13۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ج۱، ص ۷۱

14۔ البلاذري، أنساب الأشراف، ج ۱، ص ۸۸

15۔ قریش:۴

16۔ محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ)، ج ۳۰، ص ۲۱۴

17۔ قریش:۱۔۲

18۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۱۳۶

19۔ البلاذري، أنساب الأشراف، ج۱، ص ۸۸

20۔ محمد بن جریر الطبری، تاریخ الامم والملوک (بیروت: دار الکتب العلمیہ)، ج ۲، ص ۲۴۶

21۔ قریش:۴

22۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ج۱، ص ۷۲

23۔ عبد الرحمن بن محمد ابن خلدون، المقدمۃ، بیروت: دار الفکر، ص۲۷۶

24۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص142۔

25۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج1، ص81۔

26۔ القرآن، سورۃ قریش:1-2

27۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص247

28۔ بلاذری، انساب الاشراف، ج1، ص116۔

29۔ اسماعیل بن عمر ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج2، ص264

30۔ البقرۃ:۱۲۵۔

31۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۱۲۳

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

32۔ قریش:۱۔۲

33۔الطبری، جامع البیان، ج ۳۰، ص ۲۱۴

34۔البلاذری، أنساب الأشراف، ج ۱، ص ۸۲

35۔القصص:۵۷

36۔ابن خلدون، المقدمة، ص۲۶۴

37۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص143

38۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج1، ص82

39 ۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص248

40 ۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص145

41۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج1، ص83

42 ۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص249

43 ۔ بلاذری، انساب الاشراف، ج1، ص118

44 ۔ القرآن، سورۃ قریش:1-2

45 ۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج2، ص268

46 ۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص150

47۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص152

48۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج1، ص88

49۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص256

TRANSLITERATION

- Ibn Ḥazm, ʿAlī ibn Aḥmad, Jamharat Ansāb al-ʿArab (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah)
- Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik ibn Hishām, al-Sīrah al-Nabawiyyah (ed. Muṣṭafā al-Saqqā wa-ākharūn) (Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī)
- al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tārīkh al-Umam wa al-Mulūk (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah)
- al-Balādhurī, Aḥmad ibn Yaḥyā, Ansāb al-Ashrāf (Beirut: Dār al-Fikr)
- Lapidus, Ira M., A History of Islamic Societies (Cambridge: Cambridge University Press, 2002)
- Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, al-Bidāyah wa al-Nihāyah (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah)
- al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Jāmiʿ al-Bayān ʿan Taʾwīl Āy al-Qurʾān (Beirut: Muʾassasat al-Risālah)
- Ibn Saʿd, Muḥammad ibn Saʿd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā (Beirut: Dār Ṣādir)
- Ibn Khaldūn, ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad, al-Muqaddimah (Beirut: Dār al-Fikr)